ظریفانہ نظم

ظرافت، مزاح اور طنز ادب کی کوئی صنف نہیں ہے بلکہ ہر صنف میں اس کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مزاح اور ظرافت ہنسنے ہنسانے کا نام ہے۔ باتوں کو اس انداز سے پیش کرنا کہ پڑھنے پر بے ساختہ ہنسی آجائے مزاح کی خصوصیت ہے اور طنز میں کسی کی برائی پر نشانہ باندھا جاتا ہے۔ نشانہ سیدھے سادے باندھا جائے تو طنز ہے اور اگر مزاح کے ساتھ ہنستے ہنساتے الٹے پلٹے انداز میں پیش کیا جائے تو ظرافت ہے۔

اردو کے مزاحیہ شاعروں میں اکبر الہ آبادی بہت مشہور ہیں۔ شوکت تھانوی، دلاور فگار، رضا نقوی واہی اور احمد جمال پاشا مزاحیہ شاعروں میں قابلِ ذکر ہیں۔

دلاور فگار

دلاور فگار کا اصل نام دلاور حسین تھا۔ لیکن دلاور فگار کے قلمی نام سے مشہور ہوئے۔ یہ 1928ء کو بدایوں میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد 1942ء میں ہائی اسکول کا امتحان دیا اور کامیاب ہوئے۔ ان کے والد ماسٹر شاکر حسین مقامی اسکول میں استاد تھے۔ دلاور فگار کے لیے یہ اعلیٰ تعلیم کا انتظام نہیں کر سکتے تھے۔

بہر طور کسی صورت سے انھوں نے انٹرمیڈیٹ اور بی اے کیا۔ اور ایک ادارے میں استاد مقرر ہوئے۔ یہ تعلیم سے غافل نہ رہے۔ معاشیات میں ایم۔ اے کیا۔ پھر اردو میں ایم اے کیا اور فرسٹ کلاس آئے۔

دلاور فگار کا شعری مجموعہ 'حادثے' 1954ء میں شائع ہوا۔ 1963ء میں مزاحیہ وطنزیہ قطعات اور نظموں کا مجموعہ 'ستم ظریفیاں' منظر عام پر آیا۔ ان کے شعری مجموعوں میں 'شامتِ اعمال' 'مطلع عرض ہے' اور 'آداب عرض' قابلِ ذکر ہیں۔

عبداللہ ولی بخش قادری لکھتے ہیں:

> 'ان کی شاعری میں ان کی زندگی کا پرتو صاف جھلکتا ہے ان کی طبیعت تصنع اور تکلفات سے دور بھاگتی ہے۔ وہ منکسر المزاجی اور دوست نواز واقع ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں اپنے ہم عصر شعراء کہتر و مہتر کی تخصیص کے بغیر جگہ بہ جگہ جلوہ گر نظر آتے ہیں......'

دلاور فگار کو زبان پر دسترس ہے اور فطری شاعر ہیں ذرا سی بات میں کئی باتیں کہہ جانے کا ہنر جانتے ہیں وہ اپنی شاعری میں زندگی کے مضحک پہلو کو اجاگر کرتے ہیں۔ لیکن اس میں کسی بغض یا عناد کو دخل نہیں بلکہ اس میں نیک نیتی اور بالغ نظری ہوتی ہے، ان کے طنز میں تہہ داری ملتی ہے جو پردہ بھی ہے اور پروردہ بھی ہے۔

دلاور فگار 1998ء میں اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

آج کا اسٹوڈنٹ

میں اسٹوڈنٹ ہوں سارے جہاں سے میرا ناتا ہے
مری تقدیر کا کھاتا، عجب اندھیر کھاتا ہے
تنزل باپ ہے میرا، جہالت میری ماتا ہے
زمانہ میری بربادی پہ کیوں، آنسو بہاتا ہے

میں اپنے وقت کا سب سے بڑا فرہاد مجنوں ہوں
مجھے دیکھو کہ میں کیا ہوں یہ مت سوچو کہ میں کیوں ہوں

مری صورت ہے نورانی، مرا حلیہ ہے جاپانی
مری بدھی ہے یونانی، مری فطرت ہے رومانی
مری قسمت میں لکھی ہے درجاناں کی دربانی
میں پروانہ سنیما کا ثریا میری پروانی

سرے بازار بھی میں دل کا گولہ پھینک سکتا ہوں
جمال یار کی گرمی سے آنکھیں سینک سکتا ہوں

میں ہر ذلت کو اپنے حق میں اک آنر سمجھتا ہوں
میں ہر گھوڑے کو ٹٹو، ہر ہرن کو خر سمجھتا ہوں
میں اپنے ایگریکلچر ہی کو کلچر سمجھتا ہوں
میں ہر بھتنی کو شہباز و پری پیکر سمجھتا ہوں

میں سن سڑسٹھ کے ہر پکچر کی ہیروئین پہ مرتا ہوں
محبت میرا پیشہ ہے، یہ بزنس میں بھی کرتا ہوں

مری ناک نہ پوچھو میرا ہر مضمون ہی انڈا ہے
مرا سوزِدروں، جذبِ دروں مدت سے ٹھنڈا ہے
مرے ہاتھوں میں اب تو جنگ آزادی کا جھنڈا ہے
سیاست میری گلی ہے، الیکشن میرا ڈنڈا ہے
میں اب نیتا بنوں گا، قوم کو رستہ دکھاؤں گا
بہت کچھ بن چکا اُلّو، اب اوروں کو بناؤں گا
میں یو این او کو امریکہ کا اک صوبہ سمجھتا ہوں
الزابتھ کو سرسید کی محبوبہ سمجھتا ہوں
اگر لکھا ہو فطلوبہ تو مطلوبہ سمجھتا ہوں
نہ میں ہندی سمجھتا ہوں نہ منصوبہ سمجھتا ہوں
لکھا ہے ض سے زیتون و زنجیر و ذکی میں نے
کیا ہے ترجمہ خوش قسمتی کا گڈلکی میں نے
ہمیشہ امتحاں میں فیل ہونا میری عادت ہے
مری کوشش سے قائم فیل ہونے کی روایت ہے
اگر میں پاس ہوجاؤں تو کالج سے بغاوت ہے
میں جس کالج میں پڑھتا ہوں مجھے اس سے محبت ہے
کوئی بھی امتحاں ہو فیل ہونا میری ہابی ہے
مری ناکامیابی درحقیقت کامیابی ہے
میں جب چھوٹا تھا ہر ہر ماسٹر سے مار کھاتا تھا
دبا کر اپنی دم کالج سے اکثر بھاگ جاتا تھا
مجھے پڑھنا نہ آئے گا، نہ آتا ہے، نہ آتا تھا

میں اکثر اپنے درجہ ہی میں فلمی گیت گاتا تھا
اسی درجہ میں اب بھی تازہ فلمی گیت گاتا ہوں
بریلی کے بڑے بازار میں جھمکا گراتا ہوں

بڑی مشکل سے آپایا ہوں میں دسویں سے انٹر تک
نہیں تھا امتحاں میں یاد مجھ کو رول نمبر تک
لکھوں تو کیا لکھوں آتی نہیں مجھ کو گرامر تک
یہ عالم ہے کہ پڑھ سکتا نہیں انگلیش پیپر تک
سوالِ لازمی کا آنسر فی الفور کیا لکھوں
بجز اس کے کہ گھر پر خیریت ہے اور کیا لکھوں

مرا دل تنگ ہے کیمسٹری کے فارمولوں سے
طبیعت بھر گئی ہے، ارتھمیٹک کے اصولوں سے
کہاں تک دل کو بہلاؤں میں ان کاغذ کے پھولوں سے
یہ عالم لوگ بھی کچھ کم نہیں سوکھے ببولوں سے
انھی کے جال میں بے سوچے سمجھے پھنس گیا ہوں میں
مجھے باہر نکالو، اک کنوئیں میں دھنس گیا ہوں میں

لفظ و معنی

اسٹوڈنٹ ۔ طالب علم
فطرت ۔ عادت
بدھی ۔ عقل
جمال ۔ حسن، خوب صورتی
ذلت ۔ بے عزتی، رسوائی

نالج	۔	معلومات
کلچر	۔	تہذیب
اِیگریکلچر	۔	زراعت، بیج لگانا
نورانی	۔	روشن، چمکتا ہوا
آنر	۔	عزت
درِ جاناں	۔	محبوب کا دروازہ
جال	۔	پھندا
حلیہ	۔	شکل و شباہت، شکل و صورت

آپ نے پڑھا

- اس نظم میں دلاور فگار نے اپنے مخصوص مزاحیہ انداز میں آج کے اسٹوڈنٹ کا حلیہ بیان کیا ہے۔ جسے نہ تو ماں باپ کی عزت کی فکر ہوتی ہے نہ اپنے مستقبل کی۔ یہاں تک کہ وہ امتحان میں فیل ہونے پر فخر محسوس کرتے ہیں اور اپنے اساتذہ کا عزت و احترام کیا جانیں بس فلمی ہیروئینوں پر مرنا اور ادھر ادھر مارے پھرنا ان کی ہابی ہے۔ کسی سبجیکٹ کو پڑھنے میں ان کا دل نہیں لگتا۔ کالج جانا ان کے لیے ایک تفریح ہے۔

آپ بتائیے

1. دلاور فگار کہاں پیدا ہوئے؟

(الف) لکھنؤ (ب) الہ آباد (ج) عظیم آباد (د) بدایوں

2. دلاور فگار نے کس سن میں میٹرک پاس کیا؟

(الف) 1940ء (ب) 1942ء (ج) 1948ء (د) 1956ء

3. دلاور فگار کے والد کا نام کیا تھا؟

(الف) شاکر حسین (ب) ذاکر حسین (ج) غالب حسین (د) ناصر حسین

4. آج کا اسٹوڈنٹ یو این او کو بقول شاعر کیا سمجھتا ہے؟

(الف) امریکہ کا ایک صوبہ (ب) افریقہ کا ایک صوبہ (ج) انگلینڈ کا ایک صوبہ (د) چین کا ایک صوبہ

5. لفظوں کو صحیح معنی سے ملایئے۔

ذلت	حساب
خصلت	روشنی
نور	فطرت
نالج	رسوائی
ارتھمیٹک	معلومات

مختصر گفتگو

1. دلاور فگار کے دو مجموعوں کا نام لکھیے۔
2. دلاور فگار کا شعری مجموعہ 'حادثے' کب شائع ہوا؟
3. دلاور فگار کا انتقال کس سنہ میں ہوا؟
4. اس مصرعے کو پورا کیجیے۔

الٹرا بچہ کو سرسید کی .... سمجھتا ہوں

5. جمع بنایئے۔

وظیفہ، جوہر، عمل، تحفہ، قدم، عادت

تفصیلی گفتگو

1. نظم کا مرکزی خیال بتایئے۔
2. دلاور فگار کے بارے میں دس جملے لکھیے۔
3. آج کا اسٹوڈنٹ کالج جانا کیا سمجھتے ہیں؟
4. درج ذیل الفاظ کی ضد بتایئے۔

دوستی، سچ، خیر، فیل، مشکل، نیکی، سکون

آیئے، کچھ کریں

1. اپنے استاد سے کچھ اور مزاح نگاروں کا نام پوچھ کر لکھیے۔
2. دلاور فگار سے متعلق کتابوں کو لائبریری سے نکلوا کر پڑھیے۔